REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱ — شمارہ ۲۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ:
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۱؍جون ۱۹۹۲ء

۹؍ذوالحجہ ۱۴۱۲ ہجری | ۱۱؍احسان ۱۳۷۱ ہش | ۱۱؍جون ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور رُوح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ہمارا یہ اُصول ہے کہ کُل بنی نوعِ انسان کی ہمدردی کرو!

ارشادِ باری تعالیٰ:

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ: ۸۴)

ترجمہ:- لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو!

فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں وہ بندہ سب سے محبوب ہے جو خدا تعالیٰ کے کنبہ (یعنی مخلوق) کے ساتھ بہترین سلوک کرتا ہے!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہمارا یہ اُصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۲ سراجِ منیر صفحہ ۲۸)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)

منیر احمد خادم ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ر احسان ۱۳۷۱ ہش

قلم کا زخم

مشہور مقولہ ہے کہ تلوار کا زخم تو ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن زبان سے کسی کے دل میں کوئی گھاؤ لگایا جائے تو مندمل نہیں ہوتا۔ اگر اس سے کچھ اَور آگے چلا جائے تو آج کے اِس دَور میں یہ کہا جائے گا کہ زبان کے زخم سے ایک گہرا اور خطرناک زخم بھی ہے ـــــ اور وہ قلم کا زخم ہے۔ قلم کے ذریعہ اگر کسی انسان یا قوم کو کوئی زخم پہنچایا جائے تو یہ بعض دفعہ تاریخی طور پر محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ تاریخ ایک نسل سے دُوسری نسل تک منتقل ہو کر اس زخم کو اس حد تک تازہ رکھتی ہے کہ وقتاً فوقتاً نہایت خوفناک مواد اس میں سے رِستا رہتا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ آج کے اِس دَور میں آزادئ ضمیر اور آزادئ قلم کے نام پر قلم کے ذریعے ایسے گہرے زخم لگائے جاتے ہیں جس کے باعث قوموں کے درمیان تناؤ پیدا ہو کر بعض دفعہ ظلم و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ مزید بدقسمتی یہ کہ ایسا کرنے والے اپنے آپ کو لبرل کہلاتے ہیں۔ اور مقابلہ کرنے والوں کو تنگ نظر اور مذہبی جنونی کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو طبقے اپنے اپنے رنگ میں نہایت غلط راستے پر گامزن ہیں۔

جہاں تک آزادئ ضمیر یا تحریر و تقریر کی آزادی کا تعلق ہے ہم اس کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ اِس آزادی کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اِس آزادی کے نتیجہ میں ایک انسان کھُل کر اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ خواہ دُوسروں سے اس کی رائے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ ہر انسان کو حق ہے کہ وہ جو چاہے مذہب قبول کرے۔ معاشی و معاشرتی طور پر جیسا بھی نظام چاہے اپنائے، جو چاہے کھائے، جیسا چاہے لباس پہنے۔ چاہے مندر میں جائے اور بُتوں کی پوجا کرے۔ اور خواہ مسجد میں جائے اور خدائے واحد کی پرستش کرے۔ انسان کو خدا بنائے یا اُسے انسان ہی رہنے دے۔ مختلف قسم کے طرزِ فکر کو اپنانے کے نتیجے میں مختلف انسانوں کے اخلاقی زاویے اور اخلاق کی تعریفیں بھی الگ الگ ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے کسی کے نزدیک کسی عمل کا اعلیٰ اخلاق میں شمار ہو لیکن دوسرے کے نزدیک وہی عمل بداخلاقی میں شامل ہو۔ بہرحال کچھ بھی ہو ہر ایک کو اختیار ہونا چاہیئے کہ جو چاہے اپنائے جس کو چاہے چھوڑے جس چیز کی چاہے تعریف کرے اور جس کو چاہے ناپسند کرے اور اپنی اس تعریف اور ناپسندیدگی کا اظہار دائرۂ اخلاق میں رہ کر بیشک اپنی زبان و قلم کے ذریعہ کرے۔

بات اِس حد تک ہو تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر ہم آزادئ ضمیر اور آزادئ قلم و زبان کے نام پر بغیر علم و تحقیق کے ایک دوسرے پر گند اُچھالنے لگیں اور ایک دوسرے کے قابلِ تعظیم بزرگوں کو گندی گالیوں سے یاد کریں یا اُن کے کیریکٹر میں کیڑے نکالنے کی کوشش کریں تو ظاہر ہے جن بزرگوں سے لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کے جذبات جُڑے ہوئے ہیں اور جن میں اکثریت عوام اور ناسمجھ طبقہ کی ہوتی ہے اور جنہیں مفاد پرستی کی خاطر "عقلمندوں" کی طرف سے استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ ان کی طرف سے یقیناً ظلم و فساد کا بازار گرم ہوگا۔ پھر بے شک ایسے لوگوں کو تنگ نظر یا مذہبی جنونی کہا جائے، فساد و ظلم کی آندھی کو لبرل کہلانے والے روک نہیں پائیں گے۔ یہ لبرل کہلانے والے قلم کا گہرا زخم لگا کر اپنے اپنے گھروں میں آرام سے رہتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف دو فرقوں کے جُہلاء آپس میں اس قدر سر پھٹول کرتے ہیں کہ ان میں سے کچھ تو موت کو اپنے گلے سے لگا لیتے ہیں۔ اور کچھ ملک کے ہسپتالوں کی زینت بن جاتے ہیں۔

ہماری اِس بات کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ایسے موقعہ پر فسادات پھیلانے والوں کے حامی اور ان تنگ نظر لوگوں کے معاون و مددگار ہیں بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ قلم کا استعمال نہایت احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ بالمقابل اِس کے یہ بات قطعاً درست نہیں ہے کہ کسی کی تحریر کے جواب میں فساد برپا کیا جائے۔ بلکہ قلم کا جواب قلم سے ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ شرط بہرحال قائم رہنی چاہیئے کہ ہماری کوئی حرکت، کسی قوم یا طبقے کی دلآزاری اور تکلیف کا باعث نہ ہو۔ اِس لحاظ سے نہ تو ہم رُشدی کو قابلِ تحسین سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کے مقابل پر مرحوم امام خمینی کے فتوٰی کو قابلِ تعریف خیال کرتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کے ردِّ عمل کے طور پر بعض ممالک میں ہونے والے فسادات کو دُرست سمجھتے ہیں۔ خواہ ایسا فساد جاہل عوام برپا کریں یا جامعہ ملّیہ اسلامیہ کے "پڑھے لکھے اور سمجھدار" طلباء۔

یہاں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ عموماً ایسے فسادات مذہبی دنیا میں ہی ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ فسادات کو بھڑکانے کے لئے مذہب کو آلۂ کار بنایا جاتا ہے۔ چونکہ ہر مذہب کا پیروکار اپنے مذہبی راہنما سے حقیقی ماں باپ کی طرح دِلی اور فطری لگاؤ رکھتا ہے لہٰذا مذہبی بزرگوں کے متعلق دلآزاری کے کلمات کسی کے لئے بھی قابلِ برداشت نہیں ہوتے۔ انہی وجوہات کی بناء پر مذہب اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ خواہ تم بُت پرستوں کے بُتوں کو قابلِ تعظیم نہ بھی سمجھو، انہیں ہرگز گالیاں مت نکالو۔ بُرا بھلا مت کہو۔ امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اقوامِ عالم کے سامنے یہ سُنہری اُصول رکھا ہے کہ ہم بجائے ایک دُوسرے کے بزرگوں کی بُرائیاں بیان کرنے یا عیب شُماری کرنے کے اپنے اپنے مذہب کی خُوبیاں دنیا کے سامنے رکھیں۔ بلکہ اس سے بھی ایک قدم اَور آگے بڑھ کر یہ جُرأت بھی کریں کہ دُوسرے کے مذہب کی اچھی باتوں کی تعریف کرنے کی بھی جُرأت کریں۔ لیکن اگر اتنی جُرأت نہیں تو کم ازکم عیب شماری کر کے اس مذہب کے لاکھوں کروڑوں پیروکاروں کی دلآزاری کا ذریعہ تو نہ بنیں۔

آئے دِن دنیا میں ہونے والے ایسے واقعات اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے فساد کو دیکھ کر ایک انصاف پسند یقیناً سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسی کتابوں کا شائع ہونا دراصل ایک سوچی سمجھی سکیم کا حصہ ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ کسی خاص مقام یا طبقہ کو فساد کی لپیٹ میں لاکر ان کی معاشی اور معاشرتی طاقت کو ملیامیٹ کیا جائے اور اس کے ذریعہ پھر اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کیا جائے۔ ایسے مصنّفین پر کنٹرول کی تاریں یقیناً کسی ایسے آقا کے ہاتھ میں ہوتی ہیں جسے عوام ظاہری نظر سے دیکھ نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر بابری مسجد کو ہی لے لیں۔ تقسیم ملک کے بعد کئی سالوں تک دبے ہوئے اِس ایشوع کو ہندوؤں کی انتہا پسند سیاسی جماعت (بھارتیہ جنتا پارٹی) نے صرف اور صرف صوبہ یو۔پی میں اپنی سرکار بنانے کی خاطر اُٹھایا۔ اور اس منصوبے میں وہ کامیاب بھی ہوگئی۔ اس چال کو نہ تو سادہ لَوح مسلمان سمجھ پائے اور نہ ہی منصف مزاج ہندو۔ اگر مکمل فائدہ اُٹھایا تو ایک سیاسی جماعت نے۔ اور اُن کی آڑ میں کچھ سیاسی مُسلمانوں یا مولویوں نے۔

پس وہ لوگ جو اپنے آپ کو سکالر اور دانشور کہتے ہیں اور قلم کی آزادی کے علمبردار کہلاتے ہیں انہیں یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ ان کی آزادی کہاں شروع ہو کر کس جگہ ختم ہوتی ہے۔ جس کے بعد پھر اُن سادہ لَوح انسانوں کی آزادی شروع ہوتی ہے جن کے پاس قلم نہیں بلکہ ظاہری مقابلہ آرائی ہے۔ خود ہی سوچیئے کہ کیا یہ سکالر اور لبرل کہلانے والوں کی عقلمندی ہوگی کہ وہ قلم سے ایسا وار کریں کہ جس کے نتیجہ میں پھر جاہل عوام ایک دُوسرے کو تلوار کے وار لگانا شروع کر دیں ـــــ !

(مُنیر احمد خادم)

مُتّقی کون ہیں؟

"خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متّقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ اُن کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقوٰی کو چاہتا ہے۔ جو تقوٰی کرے گا وہ اعلیٰ مقام کو پہنچے گا۔"

(ملفوظات جلد ۱ صـ۲۳)

خطبہ جمعہ

میں مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں

بیویوں سے حُسن سلوک، نرمی اور خوش خلقی مرد کے زیور ہیں جو اُسے خدا کی نظر میں دیدہ زیب بنا دیتے ہیں

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کی ایمان افروز تفسیر!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۱۰ر شہادت (اپریل) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لنڈن!

نوٹ:- محترم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد اور تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

عید کے خطبہ پر میں نے

اپنی اہلیہ کی وفات کے حوالے سے

جماعت کے مردوں کو پُر درد اور پُر زور نصیحت کی تھی کہ اپنی بیویوں سے حُسن سلوک کیا کریں اور ان کے اہل و عیال کو، ان کی والداؤں کو، اور ان کی بہنوں وغیرہ کو بھی اس نصیحت میں شامل کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا تھا کہ بعض اوقات بے بس اور کمزور عورتیں اپنے سسرال کی طرف سے طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنتی ہیں۔ اور کچھ کر نہیں سکتیں۔ ان کی مظلومیت میں بے اختیاری کی حالت ایک ایسی دردناک کیفیت ہے جو یقیناً ظالموں کو عذاب میں مبتلا کر سکتی ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اُن دعاؤں کے ذکر میں جو بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں مظلوم کی دُعا کو بہت اہمیت دی ہے کہ یہ دُعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی تو اس وجہ سے جو نصیحت کی گئی وہ مردوں یا اُن کے خاندان والوں کے خلاف بات نہیں تھی کسی غصے یا بغض کے نتیجہ میں نہیں تھی نہ اس کا کوئی موقعہ تھا نہ اس کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے بلکہ ازراہ ہمدردی میں نے ایسا کہا لیکن عید کی ملاقات کے دوران ایک صاحب ایسے ملے جو اس پر بہت ہی خفا اور ناراض تھے اور مجھ سے شکوہ کیا کہ آپ بعض دفعہ ایک ہی طرف کی باتیں کرتے رہتے ہیں دوسری طرف کا خیال ہی نہیں کرتے کیا عورتیں ظالم نہیں ہو سکتیں۔ بڑی بڑی ظالم عورتیں بھی ہوتی ہیں اس بات پر میں نے اُن کو سمجھایا کہ ابھی میں مستورات کی طرف سے ہو کر آیا ہوں اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے الفاظ میں ان کو بھی نصیحت کی ہے کہ وہ اپنے حقوق کو ادا کریں لیکن یہ موقعہ ایسا تھا جس سے میں نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی اگر کسی ایک غم کے نتیجہ میں کثرت سے خوشیاں پھیل جائیں تو یہ تو بہت اچھا سودا ہے اس میں شکوے یا ناراضگی کی کوئی بات نہیں امر واقعہ یہ ہے کہ میں اس بات سے خوب باخبر ہوں کہ عورتیں بھی ظالم ہوتی ہیں، ہو سکتی ہیں عورتیں کبھی ایسی ہوتی ہیں جو گھروں کو برباد کرنے کا موجب بن جاتی ہیں۔ عورتیں کبھی ایسی ہوتی ہیں جن کی طبیعت میں فساد پایا جاتا ہے اور نشوز پایا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مرد جو بعد ازاں بڑے ہو کر عورتوں پر ظلم کا موجب بنتے ہیں وہ ایسی ہی ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو ظالم صفت ہوتی ہیں اور ان کے اندر خاص طور پر ایک یہ صفت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنی بچیوں کے مقابل پر اپنے بیٹوں کو خدا بناتی ہیں اور ان کی بہت زیادہ عزت کی جاتی ہے اور ان کی ہر جائز ناجائز بات کو برداشت کیا جاتا ہے ان کی اپنی بہنیں ان کے سامنے گھر میں لونڈیوں کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ اپنے بھائی کے خلاف کوئی شکایت بھی کر سکے۔ چنانچہ ایسے گھر بھی ہیں جہاں عورتیں واقعۃً مردوں کی عملاً پرستش کرتی ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی معاشرتی خرابیاں ہیں جو عورت سے جنم لیتی ہیں اولاد میں پنپتی ہیں۔ اور اولاد جب بڑی ہوتی ہے تو ساتھ ساتھ وہ بُرائیاں بھی نشوونما پاتی ہیں اور معاشرہ گندا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اُن کے ذہن میں نہیں آئی کہ ان سب نصیحتوں کا وہ موقعہ نہیں تھا۔

ایک عورت کی موت کے حوالے سے اگر عورتوں کو نصیحت کی جاتی کہ تم ظلم نہ کرو تو بہت ہی بدزیب اور بیہودہ سی بات ہوتی۔ مذاق سے گری ہوئی ایک بات تھی اور اس کا پیغام دنیا کو یہ ملتا کہ گویا میں اپنی بیوی کے مظالم کی شکایت کر رہا ہوں۔ براہ راست اس کو کچھ نہیں کہتا لیکن اس نصیحت کے بہانے اس کو کوس رہا ہوں کہ تم مجھ پر یہ ظلم کر کے گئی ہو تو موقعہ اور محل کی مناسبت سے بات ہونی چاہیئے۔ یہ ہرگز مطلب نہیں تھا کہ میں دوسری طرف کی کمزوریوں سے ناواقف ہوں۔ ایک پہلو تو یہ تھا جو وضاحت کے طور پر بیان کرنے کے لائق تھا۔ لیکن اس ضمن میں اور بھی کچھ باتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔

ظلم کے مختلف معیار ہیں

اور اس کا انسان کے احساس کے معیار سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو انسان اپنے مزاج کے مطابق کرتا ہے اور ان کو ظلم نہیں سمجھتا اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو انسان بعض دفعہ عام اخلاق سے گرا ہوا نہیں دیکھتا لیکن خدا کے نزدیک یا ان لوگوں کے نزدیک جن کے اخلاق بلند ہوں وہ باتیں اخلاق سے گری ہوئی ہوتی ہیں تو مختلف انسانی معیار ہیں جن کے ساتھ انسان کی نظر نئے پیمانے تراشتی رہتی ہے اور ان پیمانوں میں نئی صورتیں دکھتی رہتی ہے پس اپنے سلوک کو جو غیر کے ساتھ کیا جاتا ہے دیکھنے کے بھی مختلف پیمانے ہیں جو نظر کی لطافت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نظر کی لطافت ایسی تھی اور آپ کے اخلاق کا مرتبہ اور مقام اتنا بلند تھا کہ وہ باتیں جو آپ اپنے لحاظ سے کمزوریاں سمجھتے تھے اور کثرت سے ان پر استغفار فرمایا کرتے تھے۔ ایک ولی اللہ کی نظر میں وہ نیکیاں شمار ہو سکتی تھیں اور ان اعمال پر اسے وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کوئی مغفرت طلب کرنے یعنی استغفار کا مقام ہے۔

پس میری مراد یہ تھی اور یہ ہے کہ جماعت کے اخلاق کے

معیار بلند کروں اور ان کی طبیعتوں میں لطافت اور نظافت پیدا کرنے کی کوشش کروں۔ اس کے نتیجہ میں وہ خود اپنے اعمال کے بہترین نگران بن سکتے ہیں اگر ذوق کا معیار بلند نہ کیا جائے تو اخلاق کا معیار بلند نہیں ہو سکتا اور بسا اوقات انسان اپنے سے اندھیرے میں رہتا ہے۔ پردے اٹھنے کا جو محاورہ آپ نے صوفیاء کی زبان میں سنا ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقی بات ہے یہ محض صوفیانہ خیالات کی کوئی نازک خیالی نہیں ہے بلکہ بہت گہرے تجربہ کے نتیجہ میں بعض صوفیاء نے تمثیل کے طور پر یہ بات پیش کی کہ انسان پردوں میں رہتا ہے اور جب اس کے پردے اُٹھتے ہیں تو پھر وہ عارف باللہ بننا شروع ہوتا ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ پہلے اپنے نفس سے پردے اٹھا کر اپنے وجود کو دیکھنا شروع کریں تب آپ اس بات کے اہل ہوں گے کہ آپ دنیا کے ساتھ حسن سلوک کر سکیں جو لوگ پردوں میں رہتے ہیں وہ ہمیشہ مظلوم رہتے ہیں چنانچہ میں نے بعض اوقات ایسے میاں بیوی کے جھگڑے سنے ہیں جو بدنصیبی سے دونوں ہی پردوں میں تھے۔ ساری عمر میاں اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا رہا۔ اور ساری عمر بیوی اپنے آپکو مظلوم سمجھتی رہی اور کسی نے یہ کوشش ہی نہیں کی کہ اپنی ذات سے بالا ہو کر انسان اپنے نفس پر اندھیروں کے جو پردے چڑھاتا چلا جاتا ہے اور پھر آخر ان میں ڈوب جاتا ہے۔ ان پردوں سے باہر آ کر وہ حقائق کا مشاہدہ کرے اور اس کے کئی طریق ہیں۔ وہ ذات جو انسان کے لئے ظلمات پیدا کرتی ہے۔ ایک اور زاویے سے دیکھا جائے تو وہی ذات انسان کی ظلمت دور کرنے کا موجب بھی بن جاتی ہے حقیقت میں آخری طاقت انسان کی انانیت ہی ہے۔ اپنے نفس کے ساتھ پیار ہے جو منفی چیزیں بھی پیدا کرتا ہے۔ اور مثبت چیزیں بھی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ایسے خاوند جن کا میں نے ذکر کیا جن کے ساتھ مائیں اور دوسرے عزیز بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک نہتی بے بس عورت ان کے گھر میں ہے اس کو طعنوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ طرح طرح کی بدسلوکیاں کرتے ہیں۔ اور وہ بے اختیار اور بے بس گھلتی چلی جاتی ہیں۔ اُن کو کبھی اس بات کا خیال آ ہی نہیں سکتا کہ وہ زیادتی کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بعض ایسی کمزوریاں دیکھتے ہیں جو اس عورت میں موجود ہوتی ہیں اور پھر فرضی طور پر ان کمزوریوں کو بڑھایا بھی جاتا ہے۔ معمولی سے نقص بھی ان کو بڑے بڑے ہو کر دکھائی دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جب وہ شدت کرتے ہیں اور سختی کرتے ہیں تو ان کو پتہ نہیں لگتا کہ کتنا دکھ ہو رہا ہے اس بات کو سمجھنے کے لئے وہ اپنی ذات کے حوالے سے ایک اور رنگ میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی بہنیں ہیں ان کی مائیں ہیں ان کے اور عزیز ہیں جن سے ان کو گہرا پیار ہے وہ اگر یہ سوچیں کہ ان کے ساتھ اگر ایسے سلوک ہوں جب یہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہوں، تو پھر ان کا کیا حال ہوگا۔ ایسی صورت میں ان کی غیرت بہت بھڑک اٹھتی ہے اور وہ جان دیتے اور جان لینے پر آمادہ ہو جایا کرتے ہیں وہ لوگ جو دوسروں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں اگر وہ اپنی عزت کے حوالے سے مزید غور کریں تو وہ یہ معلوم کر کے حیران رہ جائیں گے کس بے باکی کے ساتھ وہ ایسے کاموں پر آمادہ ہوتے تھے جو اگر اُن سے کیا جائے تو وہ اپنی جان دینے اور دوسرے کی جان لینے پر تیار ہوں تو نفس کا حوالہ دو طرح سے ہو سکتا ہے نفس کا ایک حوالہ وہ ہے جس میں ظالم اپنے اندرونے سے بے خبر دوسرے کے نقائص ڈھونڈتا چلا جاتا ہے۔ اور اپنے بدلے دوسرے سے لیتا چلا جاتا ہے۔ ایک حوالہ یہ ہے کہ اپنے آپکو انسان ظالم سمجھے یا ان لوگوں کے خلاف ظلم کا تصور باندھے جو اس کو پیارے ہوں، اور پھر دیکھے کہ کیا ہونا چاہیئے تھا اور کیا نہیں ہو رہا اس طرح انسان کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ کچھ نظر آنے لگتا ہے جو پہلے نظر نہیں آ سکتا۔ دوسرے

زندگی کے سفر میں سب سے زیادہ لطافت پیدا کرنے والی چیز تقویٰ ہے

اگر انسان تقویٰ اختیار کرے اور خدا کی طرف اُس کے پیار کو حاصل کرنے کا سفر شروع کرے تو اس سفر کے آداب کا نام تقویٰ ہے۔ مُراد یہ ہے کہ انسان ایک پیارے کا دل جیتنا چاہتا ہے اور ہر وقت اس بات پر نگران رہتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے یہ مجھ سے ناراض ہو جائے جو اس کو بُری لگے یہ خوف ہی دراصل تقویٰ ہے۔ تقویٰ کا مطلب بعض چیزوں سے بچنا ہے اور عرف عام میں اس کا ترجمہ خدا کا خوف کیا جاتا ہے۔ خوف کن معنوں میں؟ اس بارہ میں پہلے بھی میں روشنی ڈال چکا ہوں آج میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ غالباً پہلے بھی کہہ چکا ہوں گا لیکن دوبارہ اس بات پر اصرار کرنا چاہتا ہوں کہ تقویٰ سے مُراد یہ خوف ہے کہ میں ان باتوں سے بچوں جن باتوں سے مجھے اپنے محبوب کی ناراضگی دیکھنی پڑے اور وہ مجھ سے خفا ہو جائے۔ یہ ایک منفی طاقت ہے جو مثبت نتائج پیدا کرتی ہے۔ تقویٰ بظاہر ایک منفی طاقت ہے بچنے کا نام تقویٰ ہے اور بچنے سے مُراد جیسا کہ آپ سفر پر جا رہے ہوں تو ٹھوکروں سے بچنا، راہزنوں سے بچنا، کئی قسم کے اتفاقی حادثات اور نقصانات سے بچنا۔ یہ سارے بچنے کے مفہوم اس میں داخل ہیں جو منفی پہلو رکھتے ہیں لیکن ان کا جو مثبت نتیجہ ہے وہ جان مال عزت اور خوشیوں کی حفاظت ہے اسی لئے قرآن کریم نے خوشیوں کے موقعہ پر خصوصیت سے بیان فرمایا شادی بیاہ کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جن آیات کی تلاوت فرمایا کرتے تھے ان تین آیات میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے خوشی کا موقعہ اور خوف کی باتیں مُراد یہ ہے کہ یہ خوف تمہاری خوشیوں کی حفاظت کرے گا اور تمہیں کئی قسم کے عذابوں سے پناہ میں رکھے گا۔ چلتے چلتے آپ کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ خدانخواستہ گر جاتے ہیں کوئی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے بعض دفعہ ایسے نقصان بھی ہو جاتے ہیں کہ انسان عمر بھر چلنے سے محروم رہ جاتا ہے ایک چھوٹی سی غفلت کے نتیجہ میں ساری زندگی کا عذاب ہے تقویٰ کا سفر بھی اسی قسم کا سفر ہے اس کو معمولی بات نہ سمجھیں تقویٰ کے فقدان کے نتیجہ میں بعض دفعہ انسان ایسی ٹھوکر کھا جاتا ہے جو اس کے لئے ہمیشہ کے لئے روحانی عذاب کا موجب بن جاتی ہے۔

پس اس پہلو سے میں مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں مردوں کے متعلق تو اس لئے بات کو خصوصیت سے بار بار دہراتا ہوں کہ مرد اگر مظلوم ہو تو اس کے لئے نجات کے رستے نسبتاً زیادہ ہیں اور آسان ہیں مرد باہر کی دنیا میں اپنی ایک آزاد زندگی بسر کر سکتا ہے۔ مرد عموماً طاقتور ہوتا ہے اس لئے اس پر جسمانی دباؤ اور جبر بھی نہیں ہو سکتا۔ مرد کو اختیار ہے جب چاہے گھر چھوڑ کر باہر نکل جائے اور ناراضگی کا اظہار کرنا چاہے تو دو دو تین تین راتیں پھر نہ آئے۔ مرد کے اوپر عورت بالعموم ہاتھ نہیں اُٹھاتی۔ اگر اُٹھاتی ہے تو پھر اسے زیادہ نقصان پہنچتا ہے تو مرد کو بعض طبعی فوقیتیں حاصل ہیں اس کے نتیجہ میں میں خصوصیت سے مردوں کو نصیحت کرتا ہوں کیونکہ جس کو طبعی فوقیتیں حاصل ہوں جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ مرد عورتوں سے زیادہ قوی اور اس بات کے زیادہ اہل ہیں کہ انہیں صراطِ مستقیم پر رکھ سکیں پس اس پہلو سے مردوں کو اپنے متعلق یہ جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ میں اپنی طاقت اور فوقیت کا ناجائز استعمال تو نہیں کر رہا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مرد کو قوّام کی جو صفت عطا کی ہے وہ رحم دلی کے نام پر اپنی قوامیت کو قربان کر دے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی آپ کو سمجھا دوں بیویوں سے حسن سلوک، عورتوں سے نرمی اور خوش خلقی، ان کے ظلم کو حوصلے کے ساتھ برداشت کرنا اور ان سے عفو کا سلوک کرنا اور رحم کا سلوک کرنا یہ ساری خوبیاں ہیں یہ مرد کے زیور ہیں جو اُسے خدا کی نظر میں اور زیادہ دیدہ زیب بنا دیتے ہیں لیکن نرمی کے نام پر پیار اور محبت کے نام پر اصولوں کے سودے کر لینا اور اپنی قوامیت کو قربان کر دینا یہ حُسنِ خلق نہیں ہے بلکہ سوء التعلق ہے بد خلقی کا نام ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاں یہ چیز قابل قبول نہیں ہے چنانچہ ایسے مرد جو اپنی عورتوں کو بے راہ روی میں مبتلا دیکھتے ہیں اور نرمی کے نام پر حُسن سلوک کے نام پر اُن سے صرفِ نظر کرتے ہیں یا دوسروں پر زیادتی کرتے دیکھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عورت ہے، کوئی حرج نہیں کہ ہم اس سے نرمی کا سلوک کریں اور یہ بے شک کسی کے متعلق زبان درازی کرتی رہے ہم حوصلے سے اسے برداشت کریں وہ مرد یقیناً غلطی پر ہیں حُسن سلوک یہ

نہیں ہے۔ کسی کو کسی کے خلاف چغلی کرتے دیکھتے ہیں اور مزے کے ساتھ بیٹھ کر اس کی باتیں سنتے ہیں اور اس کو ٹوکتے نہیں اور اسے سمجھاتے نہیں اس کا نام حسن خلق نہیں ہے اور بظاہر نرمی پھر ظلم بن جاتی ہے۔ پس جب میں ظلم کی بات کرتا ہوں تو اسلام کی وسیع تر اصطلاح میں ظلم کی بات کرتا ہوں۔ بعض دفعہ سختی ظلم ہے۔ بعض دفعہ نرمی ظلم ہے چنانچہ بات کو مختصر کرنے کے لئے میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حوالہ دیا کیونکہ وہ موقعہ ایسا نہیں تھا کہ بہت تفصیل سے یہ باتیں سب کو سمجھاتا میں نے کہا کہ آپ پر اگر زیادتی بھی ہو تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا رنگ اختیار کریں اور آپ نے عورتوں کے ساتھ سلوک کے جو پاک نمونے ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے چھوڑے ہیں جو ہمیشہ زندہ جاوید رہیں گے۔ ان سے استفادہ کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا طریق یہ تھا

کہ بہت سی باتوں میں اپنی بیگمات کی زیادتیاں برداشت فرماتے تھے۔ ایسے مواقع بھی آئے کہ قرآن کریم میں ان کا ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپکو ہدایت فرمائی کہ اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگیاں چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں دنیا کے مال دیتا ہوں اور رخصت کر دیتا ہوں حسن سلوک کے ساتھ علیحدہ کروں گا کوئی سختی نہیں ہوگی۔ لیکن میرے ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ یہ آخری اور بہت ہی تکلیف دہ فیصلہ تھا۔ جس کے پس منظر میں کچھ باتیں ہونگی قرآن کریم نے ان کی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ اس لئے ہمارا بھی کام نہیں ہے کہ ہم ان تفاصیل کو تلاش کریں ویسے بھی ادب کا مقام ہے کہ ان باتوں میں ہرگز کھوج نہ لگائیں۔ لیکن بالعموم یہ یقین رکھیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یقیناً کچھ دکھ محسوس فرمایا ہوگا۔ کوئی تکلیف پہنچی ہوگی اس دکھ کے اظہار کے لئے، اس تکلیف کو رفع فرمانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعلان عام کرنے کی ہدایت فرمائی اور آپ کو بری الذمہ فرما دیا۔ اس کے بعد یقیناً آپ کی ازواج مطہرات میں کوئی غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا ہوئی ہوگی کیونکہ اس کے بعد پھر کوئی تنبیہ نظر نہیں آتی۔ اور پھر کوئی ایسا واقعہ دکھائی نہیں دیتا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کسی بیگم سے شکوہ کے نتیجے میں اس کو علیحدہ فرمایا ہو۔ تو بالعموم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اسوہ ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ آپ کو بھی کچھ نہ کچھ تکلیفیں ضرور پہنچیں۔ لیکن آپ نے وسیع حوصلگی کا اظہار فرمایا۔ اور بہت بڑے حوصلے دل کے ساتھ ان چیزوں سے صرف نظر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو خود نصیحت فرمائی کہ اس صورتحال میں آخری علاج علیحدگی ہے۔ احباب جماعت کو اس مضمون کو بھی خوب ذہن نشین رکھنا چاہیئے بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ جن میں اصلاح کی کوشش نرمی سے ہی جاری رہنی چاہیئے اور جہاں تک نصیحت کا تعلق ہے نصیحت سے کام لینا چاہیئے لیکن اگر پانی سر سے گزرتا دیکھیں تو اسی قرآنی ہدایت کے پیش نظر اپنی بیویوں کے سامنے یہ بات کھول دینی چاہیئے کہ اس صورت حال میں ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے اور یہ بات جتنی جلدی ہو اتنا بہتر ہے۔ بعض لوگ تقریباً ساری زندگی بیویوں کے ساتھ گزار دیتے ہیں۔ پانچ پانچ چھ چھ بچے ہو گئے اور پھر اس کے بعد ڈنڈا اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں یہ تو جاہلانہ بات ہے اگر وہ ظالم بھی تھی تو اتنا لمبا عرصہ تم کیا کرتے رہے ہو قرآن کریم نے بڑے لطیف انداز میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے کہ جب تم بیویوں کو علیحدہ کرتے ہو تو حسن سلوک کیا کرو۔ یاد کرو کہ تم ان سے استراحت کرتے رہے ہو بے تکلف لطف اٹھاتے رہے ہو۔ ان باتوں کا کچھ تو پاس کرو۔ کچھ تو حیا کرو۔ الفاظ یہ نہیں مگر مضمون بعینہٖ یہی بیان ہوا ہے تو مردوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اسوہ اختیار کرنا چاہیئے اور اس اسوہ میں یہ بات داخل ہے کہ اصول کی قربانی آپ نے کبھی نہیں کی بے حد محبت اور بے حد عفو کا سلوک کرنے کے باوجود آپ نے کبھی ایک دفعہ بھی کسی اصول کی قربانی نہیں دی چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق یہ روایت ملتی ہے کہ ایک موقعہ پر کسی بیوی کی طرف سے کوئی تحفہ آیا جس سے ان کو

تکلیف ہوئی اور آپ نے وہ برتن توڑ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خود اٹھے اور برتن اپنے ہاتھ سے جوڑا اور پھر نصیحت فرمائی کہ اس کے بدلے صحیح اچھا برتن اس کو بھجواؤ اور آپ کی ناراضگی آپ کے چہرے پر ایسی واضح لکھی گئی تھی کہ باوجود اس کے کہ کوئی سخت کلامی نہیں کی لیکن اس کا دکھ ہمیشہ کیلئے حضرت عائشہؓ کے دل پر نقش ہو گیا۔

ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی موجودگی میں کسی زوجہ محترمہ کا ذکر آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چھوٹی انگلی اٹھا کر فرمایا، وہ یعنی وہ چھوٹے سے قد والی۔ چھنگلی کے برابر۔

غالباً وہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عائشہؓ تم نے ایک ایسی چھوٹی سی بات کی ہے کہ اسے اگر سمندر میں پھینکا جائے تو سارا سمندر متغیر ہو جائے۔ کتنا عظیم الشان کلام ہے۔ کیسی پاکیزہ نصیحت ہے اور کتنا سخت جواب اس نرمی کے اندر ہے لیکن بہت ہی ملائمت اور بہت ہی زیادہ لطف کے ساتھ آپ نے بات کو پیش فرمایا لیکن اگر حساس آدمی ہو تو وہ ہمیشہ اس بات کی تکلیف محسوس کرتا رہے گا کہ مجھ سے کیوں ایسی غلطی سرزد ہوئی جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مجھے اس طرح نصیحت فرمانی پڑی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے وصال کے بعد وہ خود مدتوں یہ بات اپنے متعلق بیان فرماتی رہیں کہ مجھے بھی وہ دن دیکھنا پڑا جب میں نے ایسی بات کر دی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ دیکھو عائشہؓ! تم نے چھوٹی سی بات کی ہے لیکن اتنی تلخ ہے کہ اگر سمندر میں ڈالا جائے تو سمندر متغیر ہو جائے۔ یعنی اس کا رنگ بدل جائے اس کا مزا بدل جائے۔ اس کی کیفیت میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کبھی بھی اپنی محبت پر اصول کو قربان نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو جو پیار تھا وہ ظاہر و باہر ہے اور ہمیشہ اسلام کی تاریخ میں وہ ایک درخشندہ پیار کی مثال کے طور پر زندہ رہے گا کہ مرد کو عورت سے کیسا پیار ہونا چاہیئے۔ لیکن اس پیار کے نتیجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اصولوں کو قربان کرنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔ اور ہمیشہ موقعہ پر صحیح نصیحت فرمائی اس کو قوام کہتے ہیں یہی وہ قوام لفظ ہے جو قرآن کریم میں مردوں سے متعلق آیا ہے۔ تو میں نے یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ آپ قوام ہیں آپ ظلم سے باز رہیں اور مطلب یہ بھی تھا کہ ظلم سے باز رکھیں دونوں باتیں قوام میں آتی ہیں۔ لیکن اگر مغضوب الغضب ہو جائیں اگر چھوٹی سی باتوں پر غیظ میں آجائیں اور نہ صرف اپنی بیوی کو کوسنا شروع کریں بلکہ اس کے ماں باپ کو بھی بھید جائیں۔ اور طرح طرح سے ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا دیں تو نہ یہ حسن خلق ہے نہ یہ قوامیت ہے نہ یہ مردانگی ہے یہ تو گھٹیا کیسی ذلیل بات ہے۔ تو میں اگر احمدیوں کو ایسی گھٹیا کیسی ذلیل باتوں سے روکتا ہوں تو کسی کو اس میں ناراضگی کی ضرورت نہیں احمدیوں سے اپنی محبت کے نتیجہ میں ایسا کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ہم میں بہت سی کمزوریاں ہیں اور میرے فرائض میں داخل ہے کہ ان کمزوریوں کو دور کروں۔

میری تمنا ہے کہ ہمارا ہر گھر جنت نشاں ہو جائے

پس اس طبعی تمنا کے نتیجہ میں جب نصیحت کرتا ہوں تو بعض دفعہ اس میں بظاہر سخت الفاظ بھی آجاتے ہیں لیکن حقیقت میں کسی تلخی کے نتیجہ میں وہ بات نہیں ہوتی مثلاً میرا یہ کہنا کہ ایسی صورت میں میں تمہیں عذاب الیم کی خوشخبری دیتا ہوں قرآن کریم نے بعض عذابوں سے متنبہ کرنے کے لئے بھی خوشخبری کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ تمہیں ہم عذاب کی خوشخبری دیتے ہیں اور یہ خوشخبری اس صورت میں دی جاتی ہے جب انسان ایسی حالت میں جان دے کہ وہ ظالم ہو اور بخشش طلب کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہ رہے پس مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک سارے مرد ہی ظالم ہیں مراد یہ تھی کہ موت سے پہلے پہلے اپنے اندر ایسی پاک

تبدیلی پیدا کرلو کہ تمہیں قرآن کے الفاظ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تنبیہ عذاب الیم کی خوشخبری نہ دے رہی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بھی اللہ ہی کی پناہ مانگی جاتی ہے اور اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہیئے پس میں امید رکھتا ہوں کہ اس بات کو سمجھ کر ہمارے مرد اور عورتیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں گے۔

دوسرے اس موقعہ پر یہ نصیحت کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ میری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ بری چیز اگر ہو جائے تو اس سے اچھی بات نکالی جائے اور یہ اسلوب میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ہی سیکھا ہے موت سے زندگی طلب کرنے کی خواہش ایک ایسا رجحان ہے جو قوموں کو ترقی کی راہ میں بہت آگے بڑھا دیتا ہے ہر تکلیف کو اچھی حالت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنا ایک ایسی بات ہے جو طبعی رجحان سے تعلق رکھتی ہے ورنہ بعض لوگ ایک موت کے نتیجہ میں مر جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں بعض لوگ موت سے زندگی پاتے ہیں اور پہلے سے زیادہ طاقت کے ساتھ زندگی کی راہوں پر قدم مارنے لگتے ہیں تو یہ وجہ تھی جو میں نے اس موقعہ پر خصوصیت سے نصیحت کی۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عورت کی وفات کے نتیجہ میں جو غم پہنچا ہے وہ سینکڑوں زندہ عورتوں کی خوشیوں میں کیوں نہ تبدیل کر دیا جائے۔ کیوں نہ اس سے ہم ایسا فائدہ اٹھائیں جس کے نتیجہ میں ہر گھر میں خوشیوں کی لہریں دوڑیں اور اس کا طبعی فیض اس مرنے والی کو بھی پہنچتا رہے گا جو اس پاک نصیحت کا بہانہ بن گئی جس سے گھروں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں۔ پس اس نیک نیت اور نیک تمنا کے ساتھ میں نے وہ نصیحت کی تھی اس میں ہرگز کوئی یکطرفہ ظلم نہیں تھا جس کے نتیجہ میں کسی ہر کے لئے … ناراضگی کی وجہ ہو۔

اس ضمن میں میں انا للہ... سے متعلق بھی آپ کو کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ دوست تعزیت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ مرد بھی خواتین بھی دور دور سے بڑی محبت کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور خطوط بھی کثرت سے لکھ رہے ہیں۔ میں نے امیر صاحب (ربوہ) سے درخواست کی تھی کہ میرا دل بخوبی واقف ہے اور میں سب احمدیوں کے متعلق جنہوں نے مجھے بتایا ہے ان کے متعلق بھی اور جنہوں نے نہیں بتایا ان کے متعلق بھی خوب احساس رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری احمدیوں کے حال پہ جہاں تک نظر ہے میں ان کے جذبات ان کی کیفیت سے واقف ہوں اور دل کی گہرائی سے ان کا احترام بھی کرتا ہوں لیکن اگر … اسی طرح باقاعدہ جماعتوں کے بعد جماعت نے آنا شروع کیا تو اس میں کچھ قباحتیں بھی ہیں اس لئے آپ نرمی اور محبت اور پیار سے ان کو سمجھائیں … کی وجہ سے میں ان کو نہیں روکتا بلکہ بعض قباحتیں ہیں جو میرے پیش نظر ہیں اس کی وجہ سے روکتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ کچھ دن کے بعد جب غم اپنی شدت کے مقام سے اترنا شروع ہو جاتا ہے جس طرح پارہ گرمی سے چڑھتا بھی ہے اور سردی سے اترتا بھی ہے غم کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے جب اترنا شروع ہو جاتا ہے تو پھر ایک ایسے مقام پر آجاتا ہے کہ اس غم کی ہمدردی کے لئے پھر ایک طبعی جوش … انسان کو مجبور نہیں کر رہا ہوتا بلکہ ارادے اور کوشش سے … باتیں کرنی پڑتی ہیں جب وفات کی خبر تازہ تھی یا کچھ دن … تازہ رہتی ہے۔ تو اس وقت بے قراری سے از خود جو لوگ چلے آتے ہیں ان کو روکنا مناسب نہیں ہے لیکن جب غم اس مقام سے اتر چکا ہو اور پھر … کر کے بھی جانا چاہیئے فلاں گیا ہے اور فلاں گیا ہے ہم کیوں نہ جائیں … منظم طریق پر تحریک کے نتیجہ میں لوگوں کے وفود تیار کئے جائیں تو اس میں کچھ تصنع پیدا ہو جاتا ہے اور پھر ایسے لوگ بھی بیچ میں شامل ہو سکتے ہیں جن کو تکلیف ہو جو مالی لحاظ سے دقت محسوس کر رہے ہوں یا مصروف الاوقات ہونے کی وجہ سے وہ مجبور ہوں کہ کسی اور کام کو قربان کر کے آئیں تو ان کے دل پر بوجھ پڑتا ہے اور بعض لوگ یہ بیان کبھی نہیں کر سکتے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کہا نہیں تو جس نے ہمیں نصیحت کی ہے یا توجہ دلائی ہے وہ یہ سمجھے گا کہ اس … شاید ہم محبت … ہمیشہ … کو کم تعلق ہے … آنے سے … تربیت سے لوگ بے وجہ ابتلاؤں میں پڑ سکتے ہیں اور تصنع

اور تکلفات کے سلسلے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر میرا وقت بھی مجبوراً ایسے کام پر خرچ ہوتا ہے جس کی میں ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ غم کا جو ابتدائی ریلا تھا اس میں ساری جماعت مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک شریک تھی اور اس کا اظہار ہر جگہ ہوا جس طرح ساری دنیا میں بے ساختہ دعائیں ہو رہی تھیں ان دعاؤں کا علم بھی اس بات کے لئے کافی ہے کہ جماعت کو اس رنج کے نتیجہ میں غیر معمولی دھچکا پہنچا ہوگا۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو ایسا صدمہ کہ میں نہیں جانتا کہ ان کو مجھ سے تعزیت کرنی چاہیئے یا مجھے ان سے تعزیت کرنی چاہیئے۔ تو جب ان سب کیفیات پہ میری نگاہ ہے تو کیوں رسمی طور پہ ہم ان باتوں کو اتنا لمبا کر دیں اور اتنا کھینچیں کہ اس کے نتیجہ میں تکلفات پیدا ہوں اور ابتدائی جذبات کی پاکیزگی پر کچھ میل آجائے اس لحاظ سے میں نے امیر صاحب سے گذارش کی تھی کہ آپ میری طرف سے جماعتوں کو پیغام دے دیں کہ کبھی عام ملاقاتوں کے درمیان یا ویسے اگر ضرورت سمجھیں تو ذکر کر دیں مگر اس کی بھی ضرورت نہیں ہے اس سے بعض اوقات بجائے فائدہ کے تکلیف پہنچتی ہے اور طبیعت میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اس لئے حتی المقدور اب اس معاملے کو رفتہ رفتہ ختم کرنا چاہیئے۔

ساتھ ہی آنے والے کو میں یہ نصیحت کر رہا ہوں جس میں اب میں ساری جماعت کو شامل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اب اس کے بعد میں امید رکھتا ہوں کہ رسمی طور پر خود کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ وہ نصیحت یہ ہے۔ یہ رہی ہے اور یہ ہے اور آئندہ بھی رہے گی کہ

انا للہ... کے پیغام کو سمجھنا چاہیئے

ہمیں یہ نصیحت ہے کہ جب کسی جان کا یا مال کا نقصان ہو تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اس کا پیغام بالعموم لوگ سمجھتے نہیں اور بالعموم رجحان یہ ہوتا ہے کہ انا للہ ... اس چیز پر پڑھا جا رہا ہے جو چیز ہاتھ سے ضائع ہو گئی یا نکل گئی حالانکہ یہ انا للہ اپنے اوپر پڑھا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ انہ للہ وانہ الیہ راجعون۔ جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے وہ اللہ کی تھی وہ اللہ کی طرف لوٹ ہی گئی پھر کیا غم ہے فرماتا ہے یہ پڑھا کرو انا للہ وانا الیہ راجعون ہم اللہ کے ہیں اور لازماً اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ پس ہر موت انسان کو زندگی کا پیغام دے رہی ہوتی ہے کوئی نقصان کا پیغام نہیں دے رہی ہوتی اگر آپ انا للہ کے پیغام کو سمجھ جائیں تو دراصل یہ انا للہ ... مرنے والے پر نہیں بلکہ زندہ رہنے والے پر پڑھا جا رہا ہے۔ وہ خود اپنے اوپر پڑھ رہا ہے اور اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ یہ تو چلا گیا جس نے جانا تھا اس نے تو خدا کی تقدیر کے سامنے سر خم کر دیا لیکن میں نے بھی جانا ہے اس کی تیاری کے وقت ختم ہو چکے ہیں اور یہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا لیکن میرے لئے ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ پس وہ انجام جس کو آپ اپنی آنکھوں کے سامنے جنب کی صورت میں دیکھ رہے ہیں انا للہ... آپ کو یہ متوجہ کرتا ہے کہ یہ تمہارا بھی انجام ہوگا ایک دن تم بھی اسی طرح جان دے رہے ہوگے یا دے چکے ہوگے اور لوگ انا للہ ... پڑھ رہے ہوں گے اور ان بیچاروں کو کبھی غفلت کی حالت میں پتہ نہیں ہوگا کہ یہ انا للہ ... اس پر تو نہیں بلکہ ہمیں اپنے اوپر پڑھنا چاہیئے پس انا للہ ... کا پیغام یہ ہے کہ اے خدا! ہم سمجھتے ہیں ہم نے اس حقیقت کو پا لیا کہ ہم تیرے ہیں۔ ہم تجھ ہی سے وجود میں آئے تھے للہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ تیرے ہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ تجھ سے ہی پیدا ہوئے تیری ہی ذات حقیقی اور زندہ ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں جو کچھ وجود میں آتا ہے وہ تجھ سے وجود میں آتا ہے اور جو خالق ہے وہی مالک بھی ہوا کرتا ہے۔ پس انا للہ ... میں یہ ساری باتیں شامل ہیں کہ اے خدا ہم اس لئے تیرے ہیں کہ تیرے ہی سے وجود میں آئے تو نے ہمیں عدم سے وجود کی خلعت بخشی اور ہمارا تجھ سے جدائی کا سفر ایک دن ختم ہو جائے گا اور پھر لوٹ کر ہم تیری ہی طرف واپس آئیں گے تجھ سے الگ رہ کر جو ہماری زندگی کا عرصہ گزرا اس عرصہ میں ہم نے جو کچھ پایا اس کا جواب ہم نے تجھے دینا ہے اور اس کیفیت میں یہ جدائی کا عرصہ گزرا اس کیفیت کی طرف انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کو متوجہ کر رہا ہے اور آپ کو خبردار کر رہا ہے۔

کیا خدا کے ہوتے ہوئے اور خدا کا رہتے ہوئے آپ نے خدا سے علیحدگی کا یہ وقت گزارا یا غیروں کا بن کر یہ وقت گزارتے رہے۔ اگر اس عرصہ میں غیر کے ہو گئے تو پھر کس منہ سے خدا کی طرف واپس جائیں گے۔ یہ پیغام ہے جس کو ہر انا للہ۔ پڑھنے والے کو سمجھنا چاہیئے اور اس کے نتیجہ میں اپنے اندر کچھ پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ سب سے پہلے تو یہ شعور بیدار ہونا چاہیئے کہ ہم اس دنیا میں جس کے بھی ہو چکے ہوں حقیقت میں ہم خدا کے ہیں۔ وہی مالک ہے۔ نہ ہم اپنی بیوی کے نہ اپنے بہن بھائیوں کے نہ ماں کے نہ باپ کے نہ بچوں کے جس کے ہیں اسی کی طرف جائیں گے اور جب وہ بلائے گا تو ہمیں اختیار نہیں ہے کہ نہ کر سکیں تو ہم جب دوسروں کے بنتے ہیں تو کیا دوسروں کے بنتے ہوئے خدا کو چھوڑ تو نہیں دیتے؟ کیا خدا سے تعلق قطع کر کے تو غیروں کے نہیں بن جاتے؟ اگر ایسی حالت میں غیروں کے بن رہے ہیں تو جب آپ خدا کی طرف جائیں گے غیروں کے بن کر جائیں گے غیر ہو کر جائیں گے۔ اور اس صورت میں آپ خدا کے سامنے جا بلدہ بھی ہوں گے اور محاورہ کے مطابق فی الحقیقت اُسے منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔ پس ہر موت سے زندگی کا ایک پیغام ملتا ہے اور ہر موت سے ہمیں زندگی کا پیغام حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر ایک مرنے والا اپنے پیار کرنے والوں کو زندہ کر جائے تو کتنی مبارک موت ہے۔ اگر اُن کے اندر زندگی کا ایک شعور بیدار کر جائے اور اُن کو یاد دلا جائے کہ تم نے وہیں آنا ہے جہاں میں جا رہا ہوں لیکن تیاری کر کے آنا۔ اگر مجھ سے غفلت کی حالت میں کچھ دن بسر ہو گئے تو میرے لئے بخشش کی دعا مانگنا لیکن خود اس بات کو خوب باہوش طرح ذہن نشین کر کے رکھنا کہ میں نے بھی آخر خدا کی طرف لوٹنا ہے اور اس کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ یہ انا للہ ..... کا جو پیغام ہے یہ بہت ہی زندگی بخش ہے اور موت سے زندگی حاصل کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت اور بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپ کے ملفوظات میں بھی اور کتب میں بھی، تمام تحریرات میں بھی یہ بات کثرت سے ملتی ہے کہ موت سے سبق سیکھو اور ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھو کہ تم نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نظم کہ

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

یہی مضمون پیش کر رہا ہے اور یہی توجہ دلا رہا ہے کہ اپنے مرنے کی تیاری رکھو۔ بعض دفعہ نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ابھی زندگی پڑی ہوئی ہے۔ بڑا وقت ہے۔ کچھ دیر دنیا کے عیش کر لیں۔ بعد میں دیکھی جائے گی لیکن موت کی تو خبر ہی کوئی نہیں۔ اس کا تو کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ خدا جب چاہے جس کو چاہے بلا لے۔ اس لئے انا للہ ..... کا پیغام سمجھنے کے بعد اس دعا کی طرف بھی انسان کی توجہ ہوتی ہے کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ کہ اے اللہ! ہم غفلت کی حالت میں بہت سا وقت گزار چکے اور ایسی حالتیں اور بھی ہم پر آ سکتی ہیں کہ جب ہم تیرے ہوتے ہوئے غیر کے ہو جائیں لیکن ہماری یہ التجا ہے کہ ہمیں نہ بلانا جب تک کہ ہم تیرے نہ ہو چکے ہوں۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ کا یہی مطلب ہے کہ ابرار کے ساتھ شمار کرنا اور

ابرار اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے

جن کی نیکیاں اُن کی کمزوریوں پر غالب آ چکی ہوں۔ جب وہ مریں تو خدا کے حضور نیکوں میں شمار ہو جائیں۔ پس اپنے لئے یہ دعائیں بھی کرتے رہنا چاہیئے۔

جو شخص موت سے باخبر رہے اُسے زندگی ہی میں ایک نئی زندگی مل جاتی ہے اور انا للہ ..... کے پیغام کو سمجھنے کے نتیجہ میں ایک انسان عالم بقا میں داخل ہو جاتا ہے۔ انا للہ ..... کا پیغام آپ کو موت سے ڈراتا نہیں بلکہ موت کے خوف کو دور کرتا ہے۔ اگر آپ اس پیغام کو پوری طرح سمجھ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ خدا کے ہیں خدا کے ہی ہو کر رہ رہے ہیں اور خدا کے ساتھ رہیں گے اور اسی کی طرف واپس جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے تعلق کا جو یہ دائمی احساس ہے اور اس کا ہو رہنے کا احساس ہے۔ یہ پیغام جو آپ کو ملتا ہے کہ تم اس کے ہو تو اس کے بن کر دکھاؤ یہ ایک ایسا زندگی بخش پیغام ہے جو انسان کو عالم بقا میں لے جاتا ہے۔ موت کی دہلیز اس کی پہلی اور دوسری زندگی میں کوئی فرق نہیں کرتی بلکہ ایک قدم اٹھانے والی بات ہے۔ ایک قدم یہاں سے اُٹھا دوسری طرف چلا گیا لیکن یہ لوگ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ پس انا للہ .. کے پیغام میں بقاء کا پیغام ہے۔

میں نے اپنی بچیوں کو ان کی والدہ کی وفات پر جو باتیں سمجھائیں ان میں ایک یہ بات بھی تھی کہ میں نے بہت غور کیا ہے۔ مجھے تو موت کا کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔ خدا کے حضور پیشی کا ڈر ہے لیکن موت کا ڈر کوئی نہیں۔ میرے لئے تو بالکل معمولی حیثیت ہے جس طرح آج آئے کل آئے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر فکر ہوتی ہے تو صرف اُن لوگوں کے غم کی جو پیچھے رہ جائیں گے۔ اس کے سوا مجھے موت کے تصور میں کوئی بھی اجنبیت دکھائی نہیں دیتی۔ کوئی بھی ایسی تکلیف دہ بات نہیں ہے جس کے نتیجہ میں میں پریشان ہوں۔ اور یہ جو پیغام مجھے ملا ہے یہ انا للہ .. کے نتیجہ میں ملا ہے۔ میں نے جب اس پر غور کیا تو مجھے سمجھ آئی کہ ہم جس کے ہیں کل جب اس کی طرف لوٹیں گے تو اس وقت اس کے نہیں ہوں گے بلکہ اس لئے لوٹیں گے کہ اس کے ہیں۔ ان دو چیزوں میں فرق ہے۔ اس کی طرف لوٹ کر اس کے نہیں ہوں گے بلکہ ہیں اسی لئے لوٹیں گے اور اگر اس کے ہیں اور اس کے باوجود اس کے نہ رہے ہوں تو پھر خوف کا مقام ہے۔ پھر بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ جہاں تک لوٹنے کا تعلق ہے اس انجام کو تو کوئی ٹال ہی نہیں سکتا جو چاہے کرے۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی آخر جائیگا۔ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی جائیگا۔ بوڑھا بچہ ہر ایک نے آخر وہاں ضرور جانا ہے۔ بڑے بڑے اطباء جو امراض کے ماہر ہوتے ہیں بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی تقدیر اُن کو دکھاتی ہے کہ اصل غلبہ میرا ہی ہے۔ اور وہ انہی مرضوں سے مرتے ہیں جن مرضوں کی شفاء میں وہ شہرت پا چکے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کے بڑے بڑے ہارٹ سپیشلسٹ تھے جو دل کی بیماری سے گئے۔ ان کا علم اُن کے کام نہیں آ سکا۔ پس شفاء کا علم بھی اور دعا بھی یہ دونوں چیزیں موت کے سامنے عاجز آ جاتی ہیں اور انا للہ .. نے جس قوت کے ساتھ اس مضمون کو ہمارے سامنے رکھا ہے اس کا اس سے تعلق ہے تبھی موت کے وقت انا للہ پڑھا جاتا ہے۔ خدا کا ہونا ایک غالب حقیقت ہے اور ایک دائمی حقیقت ہے۔ اس کی ملکیت ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ باقی سب چیزیں عارضی ہیں اور موت کا ملکیت سے تعلق ہے کیونکہ جس کی اصل ملکیت ہے وہ بالآخر ظاہر ہو کر اس کی دکھائی دے گی اور بیچ کے سب دھوکے اُڑ جائیں گے جس میں انسان اپنے آپ کو خواہ عارضی طور پر خواہ مستقل طور پر مالک سمجھتا رہا۔ سب ملکیتیں فنا ہو جائیں گی۔ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کریم نے مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کی یہی تعریف فرمائی ہے کہ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ [1] کہ تمہیں کیا پتہ کہ یوم دین کیا چیز ہے۔ جب ہم مالک یوم الدین کہتے ہیں تو خدا فرماتا ہے کہ کبھی سوچا بھی ہے کہ یوم الدین ہوتا کیا ہے۔ کیسے تمہیں سمجھائیں کہ یوم الدین کیا ہے۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا۔ کوئی ذات نہ اپنے لئے نہ کسی اور کے لئے کسی چیز کی مالک ہوگی کوئی جان نہ کسی جان کی مالک ہوگی نہ کسی اور جان کی امین ہوگی نہ اپنی مالک ہوگی نہ اپنے لئے کوئی امانت اپنے پاس رکھتی ہوگی۔ سب کچھ خدا کی طرف لوٹ جائے گا۔ صرف ایک مالک رہے گا۔ اور وہ خدا کی ذات ہے اس کے سوا کوئی مالک نہیں رہے گا۔ جب ملکیتیں ساری فنا ہو جانے والی ہیں تو اسی کا نام موت ہے یعنی غیر اللہ کی ملکیت کی ذات میں موت شامل ہے کیونکہ وہ ملکیت دائمی ہو نہیں سکتی اس لئے کسی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں مل سکتی۔

خدا کی طرف لوٹنے کا مطلب اس کی ملکیت کا ادراک کروانا ہے۔

یہ بتاتا ہے کہ حقیقی مالک وہی ہے اس لئے تم اس کی طرف لوٹو گے اور اگر آپ وہ ملکیت چوری کر چکے ہیں۔ مالک ہوتے ہوئے اس کا غلط استعمال کر بیٹھے ہوں اور لوگوں کے مالک بن چکے ہوں اور ان پر ناجائز قبضے کئے ہوں۔ ان کی عزتیں، ان کی جانیں ان کے اموال ان کی خوشیاں آپ کے ہاتھ میں محفوظ نہ ہوں اور آپ نے اُن پر ناجائز تصرف کر لئے ہوں تو پھر جب مالک حقیقی کے سامنے پیش ہوں گے (باقی ملاحظہ کریں صفحہ ۸ پر)

[1] سورۃ الانفطار آیت ۱۸ تا ۲۰۔

”دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے“ (درثمین)

از مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ

اسلام نے جماعتی شیرازہ بندی پر بہت زور دیا ہے۔ اور مومنوں کو یہ تاکید کی ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق مضبوط کریں۔ حتیٰ کہ بنیان مرصوص کی صورت اختیار کر جائیں۔ اور جن باتوں سے جماعتی اتحاد برقرار نہیں رہ سکتا۔ اُن سے بہر طور کلی اجتناب کریں۔ وہ تمام امور جن سے جماعتی اتحاد قائم نہیں رہ سکتا اُن میں سے ایک امر بدگمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بدگمانی اور اُس کے نتیجے میں جنم لینے والی بُرائیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور مومنوں کو اُن بُرائیوں سے کلی طور پر اجتناب کرنے کی تاکید کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ“

(الحجرات آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔ اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اُس کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ یقیناً بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تین ایسی بُرائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ جن کے ذریعہ سے معاشرہ میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ اوّل بدظنی دوم تجسس۔ سوم غیبت۔

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں بُرائیوں کو یکجائی طور پر بیان فرمایا ہے۔ اور بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بُرائیاں انسان کے اندر زینہ بہ زینہ پیدا ہوتی ہیں۔ پہلے بدظنی اور پھر آہستہ آہستہ تجسس پھر غیبت کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بدگمانی کا مادہ کسی قوم یا فرد پہ غالب آجائے تو اُس کو دوسرے کی اچھائی بھی بُری معلوم دیتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں چندہ دے گا تو بدگمانی کرنے والے کو ریا معلوم ہوگا۔ الغرض کجی کی وجہ سے اعمال صالحہ بھی اعمال سیئہ نظر آنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میں اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھوں گا۔ ایک بار وہ دریا پر گیا تو اُس نے دیکھا ایک جوان عورت ہے۔ اور ایک مرد بھی اُس کے ساتھ ہے۔ اور دونوں بڑی خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں اُس نے دُعا کی الٰہی میں اس شخص سے تو بہتر ہوں کیونکہ اِس نے حیا چھوڑ دی ہے اتنے میں کشتی آئی سات آدمی تھے وہ غرق ہو گئے۔ وہ شخص جس کو اُس نے شرابی سمجھا تھا دریا میں کود پڑا۔ اور چھ کو بچا لیا۔ اور ایک باقی رہا۔ تو اُس کو مخاطب کرکے کہا۔ تو نے ایسا گمان کیا تھا۔ اب ایک باقی ہے اُسے نکال لا۔ تو اس وقت اُس نے سمجھا کہ یہ تو مجھے ٹھوکر لگی ہے آخر اُس سے اصل معاملہ پوچھا تو اُس نے کہا۔ میں خبیر کے لئے خدا کا مامور ہوں اور یہ عورت میری والدہ ہے۔ اور جس کو تو شراب کہتا ہے یہ اُس دریا کا پانی ہے۔ اور یہاں میں خدا کے بٹھانے سے بیٹھا ہوں۔“

(بحوالہ الحکم جلد نمبر ۷ مورخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۰۳ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف بدظنی سے اجتناب کرنے کی تاکید ہی نہیں کی بلکہ بدظنی کرنے والوں کی سزا بھی بتائی ہے۔ اور اُن کا ٹھکانا جہنم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

”وَّیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝“

(سورۃ الفتح آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر بدگمانی کرتے ہیں عذاب دے۔ مصیبت کا چکر انہی پر آئیگا اور اللہ نے اُن پر غضب نازل کیا۔ اور اپنی درگاہ سے اُن کو دور کر دیا ہے۔ اور اُن کے لئے اُس نے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ بدگمانی کرنے والے ہمیشہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ کا مصداق بنتے ہیں۔ اور حسن ظنی کرنے والے ہمیشہ اتحاد و اتفاق سے زندگی گذارتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”خوب یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے۔ اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ بدظنی صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمال حاصل کرنے کے لئے دُعائیں کرو۔“

(بحوالہ ملفوظات جلد اوّل)

دُعا ہے کہ اے اللہ ہمیں بدگمانی سے کلی طور پر بچنے کی توفیق عطا فرما۔ کیونکہ تیری توفیق کے بغیر کچھ ممکن نہیں۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِیْن بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن۔

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۷ سے:۔ تو یقیناً جابدہ ہو جاتے۔ پس اِنَّا لِلّٰہِ... کے اندر بڑے گہرے بڑے تفصیلی زندگی کے پیغام ہیں اور ہر موت مومن کو یہ زندگی بخش جام پلا کر جاتی ہے جب وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھتا ہے تو یہ اس کا آب بقا ہے جسے وہ پیتا ہے لیکن عجیب طرح لوگ پیتے ہیں کہ یہ آب بقا ان کو ہضم نہیں ہوتا ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا پی رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس مرنے والے کے لئے زہر کا پیالہ تھا جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تو گیا اور ختم ہو گیا۔ پس اس سے آگے کچھ نہیں۔ میں باقی ہوں۔ بالکل اُلٹ بات ہے۔ پیغام تو یہ تھا کہ تم باقی نہیں رہو گے۔ اور عارضی طور پر کسی غلط فہمی میں بھی مبتلا نہ ہو جانا۔ یہ جانے والا اس بات کو یقینی بنا کر جا رہا ہے کہ تم بھی نہیں رہو گے اور لازماً تم نے اپنے خدا کی طرف جانا ہے۔ پس اتنی قطعی حقیقت کو بھلا دینا اور اپنی زندگی کو غفلت کی حالت میں بسر کرنا اور ظلم کی حالت میں بسر کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ جماعت اس نصیحت سے فائدہ اٹھائے گی۔ اپنے حال پر غور کریں۔ اپنے آپ کو تنقید کا نشانہ بنائیں تو آپ کو اپنی ذات میں سے ہی اپنی ہر تکلیف کا حل مل جائے گا۔ اگر اس کے برعکس غیروں کو تنقید کا نشانہ بنانے کی عادت ڈالی اور دوسروں میں ظلم تلاش کئے اور اپنے ظلم سے غافل رہے تو پھر آپ کا ہر قدم موت کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ غیر اللہ کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ آپ خدا کے نہیں رہے اور خدا کے نہیں ہو رہے۔ اس ظلم کی حالت میں جان نہ دیں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر مرنے والا ایسی حالت میں جان دے رہا ہو کہ اس پر رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً کی آیت صادق آ رہی ہو۔ وہ راضی حالت میں خدا کے حضور حاضر ہو رہا ہو اور خدا کی رضا پا کر خدا کے حضور حاضر ہو رہا ہو۔

حفاظت صحت

اپنے معصوم بچوں کی عمدہ صحت کے لئے ہر بچہ کو حفظان صحت کے ٹیکے ضرور لگوائیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں ان ٹیکوں کا گورنمنٹ کی طرف سے مفت انتظام کیا جاتا ہے۔

لے:۔ سورۃ الفجر آیت ۲۹

احمدیت اور انسانیت

از جناب ہری رام کلسی ۔ کالکا

یہ ایک مذہبی عقیدہ ہے کہ جب کبھی معاشرے میں برائیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس میں گراوٹ آنے لگتی ہے تو بھگوان اس معاشرے میں ایسا ریفارمر پیدا کرتا ہے جسے یُگ پرش یا یُگ اوتار کہا جاتا ہے۔ ایسے یُگ اوتار نہ صرف معاشرے کی برائیاں ہی دور کرتے ہیں بلکہ اپنے اندرونی قدرتی نور کے صدقے وہ معاشرے میں ایک ایسی روح پھونکتے ہیں کہ وہ صدیوں تک اس کو یاد کیے جاتے ہیں۔ ہندو معاشرہ جب گراوٹ اور توہم پرستی کا شکار ہوا تو سوامی دیو کا نند۔ سوامی دیانند گرو نانک دیوجی اور گورو تیغ بہادر جی جیسے یُگ اوتار پیدا ہوئے جنہوں نے معاشرے کو ایک نئی راہ دکھائی اور اس میں پیدا ہوئی تمام برائیاں دور کر کے اور لوگوں کو صحیح راستہ دکھوا کر ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے۔

مسلم معاشرے میں ایسے ہی ایک یُگ اوتار مرزا غلام احمد قادیانی (بھگوان ہمیشہ ان سے خوش ہوں) پیدا ہوئے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق مرزا صاحب جوں جوں بڑے ہوتے گئے قدرتی نور سے سرشار ہوتے رہے۔ جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا خدا کی یاد اور مطالعہ قرآن پاک میں ہر وقت مشغول رہے۔ قرآن پاک کے وسیع مطالعہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ خدائی کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صاحب پر اتار کر دنیا کو ایک نئی راہ دکھائی تھی۔ قرآن پاک کے وسیع مطالعہ کی روشنی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب (بھگوان ہمیشہ ان سے خوش ہوں) اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلم معاشرہ بھی گراوٹ کی طرف گامزن ہے بلکہ مذہبی رہنما اپنا وقار بڑھانے اور اپنی دکانداری چمکانے کی غرض سے قرآن پاک کی تشریح و توضیح اپنی من مرضی سے کرنے لگے ہیں یہ دیکھ کر مرزا صاحب نے معاشرے کے سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ اور جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ جیسے دنیا میں اس طرح کے مہا پرشوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ مرزا صاحب بھی اس سے نہ بچ سکے۔ خود ساختہ مولویوں اور مذہبی ٹھیکیداروں نے ان کی جی بھر کے مخالفت کی۔ مگر وہ حقیقی راہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے۔ دنیا میں جہاں ایسے ابن الوقت اور خود غرض لوگوں کی کمی نہیں وہاں حقیقت پسند لوگوں کی بھی کمی نہیں ہوتی۔ ایسے حقیقت پسند لوگوں نے مرزا صاحب میں قدرتی نور دیکھا اور ان کو مسیح موعود تسلیم کر کے ان کے پیروکار بن گئے۔ جن کی روز بروز گنتی بڑھتی ہی گئی جو آج سینکڑوں ملکوں کے کروڑوں افراد تک پہنچ چکی ہے۔ اور اب بھی روز افزوں بڑھتی جا رہی ہے۔ مرزا صاحب کے دور میں زیادہ تر مسلم نے ان کو مسیح موعود تسلیم کیا اور اس وقت کے پڑھے لکھے لوگ۔ ڈاکٹر۔ دانشوران ان کے پیروکار بنتے گئے۔ اس طرح یہ قافلہ چلتا گیا اور بڑھتا گیا اور آج تک جاری رہ کر بلندیوں کو چھو رہا ہے۔

قارئین! ایک غیر مسلم ہوتے ہوئے میں احمدیت کی تاریخ اور اس کے ابتدائی دور کے بارے بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (بھگوان ہمیشہ ان سے خوش ہوں) نے احمدیت کی بنیاد رکھی۔ اس میں ان کا مقصد مسلم معاشرے کو قرآن پاک کی ہدایات و احکامات کے صحیح راستہ پر چلانا تھا جس میں وہ سو فیصدی کامیاب اور فتحیاب ہوئے۔ یہ بات الگ ہے کہ زمانہ حال میں کچھ مذہبی حاسدوں نے سیاسی روش اختیار کر کے اور اپنی دکانداری کو خطرے میں دیکھ کر سچے مسلم معاشرے احمدیت کی مخالفت شروع کر دی۔ اس سیاسی ملاوٹ کی مذہبی مخالفت نے پاکستان اور کچھ دوسرے ملکوں میں تو اس قدر شدت اختیار کر لی کہ جس کے سامنے حکمران وقت بھی ان کی چالوں میں پھنس کر رہ گئے۔ اور یہاں تک چلے گئے کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم جماعت قرار دیا جسے ناقابل معافی مذہبی ظلم ہی کہا جا سکتا ہے۔

قارئین کرام راقم کو کئی مہذب احمدیوں کے رابطے میں آنے کا موقع ملا۔ کئیوں سے واقفیت ہوئی اور کئی سے میل جول بڑھا۔ ان حضرات سے مل کر اور بات چیت کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حقیقی مذہبی عقیدے کے ساتھ ساتھ ہر احمدی میں خدا پرستی، انسانی دوستی اور انسانیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ راقم اپنے ذاتی تجربہ اور طویل مشاہدے کی بنا پر یہ دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ میں ان ملاقاتوں سے پیشتر سینکڑوں مسلم دوستوں جن میں ہر قسم کے دانشور اور کاروباری حضرات رہے ہیں کے رابطے میں آنے کا موقع ملا کئی لوگوں کے ساتھ نزدیکی تعلقات بھی ہیں۔ کئی دوستوں کے ساتھ خط و کتابت

(باقی صفحہ پر)

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

اے فقیرانِ رہِ مولا سلام ۔۔۔ راہگیرانِ رہِ مولا سلام

اے صغیرانِ رہِ مولا سلام ۔۔۔ اور پیرانِ رہِ مولا سلام

ہمسفیرانِ رہِ مولا سلام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

وقف کر کے راہِ حق میں زندگی ۔۔۔ تم نے پائی سروری فرخندگی

حق نے بخشی ہے تمہیں تابندگی ۔۔۔ پالیا بندوں نے حق بندگی

لاجرم ہے آپ کا عالی مقام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

چھوڑ کر دیں کے لئے سارا جہاں ۔۔۔ جھیلنی تم کو پڑی قید گراں

راہِ حق میں اور ساری سختیاں ۔۔۔ ہیں شدائد الحفیظ والاماں

حافظ و ناصر خدائے ذوانتقام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

تم علی وجہ البصیرت پاکباز ۔۔۔ کچھ نہیں تم میں ہوا و حرص و آز

خواہش نفسِ دنی سے بے نیاز ۔۔۔ طاہر محمود کے تم سب ایاز

خادمانِ سیدِ خیر الانام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

لاج رکھ لی آپ نے اسلام کی ۔۔۔ احمدیت کی خدا کے نام کی

ہے یہی اک زندگی تو کام کی ۔۔۔ اور خدا کے فضل کے انعام کی

ہوں خدا کی رحمتیں نازل مدام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

با مشقت قید تنہائی بھی ہے ۔۔۔ شام غم درد و الم نائی بھی ہے

اور درِ حق پر جبیں سائی بھی ہے ۔۔۔ حق تعالیٰ سے شناسائی بھی ہے

اور دعا کرنے پہ ہے حاصل دوام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

راہِ حق میں ہے اسیروں کا وقار ۔۔۔ بہر سلاسل بن گئے پھولوں کے ہار

ایسی ذلت پر ہے سو عزت نثار ۔۔۔ دیں مقدم۔ زندگی ناپائیدار

ہے یہی راہ باعث صد احترام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

ابتلا کی رات ہے صبر آزما ۔۔۔ ابر ظلمت سر پہ ہے چھایا ہوا

ہے مگر اپنا خدا مشکل کشا ۔۔۔ آفتاب صبح ہوگا رونما

جلد ہوگا ظلمتوں کا اختتام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

ہے فقط پیش نظر تم کو خدا ۔۔۔ جھک گئے سر بہر تسلیم و رضا

تم نے ایفا کر دیا عہد وفا ۔۔۔ سب عمل ہے حسب فرمانِ خدا

زندہ باد اے کاروانِ تیز گام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

ہو مبارک دین کی دولت تمہیں ۔۔۔ ہو مبارک دین کی خدمت تمہیں

یہ نہیں ذلت ملی عظمت تمہیں ۔۔۔ مل گئی دنیا میں ہی جنت تمہیں

یاد رکھتا ہے تمہیں اپنا امام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

رحمتیں نازل ہوئی ہیں بے حساب ۔۔۔ دین و دنیا میں ہوئے تم کامیاب

مل گیا اعمالِ حسنہ کا ثواب ۔۔۔ بارگہ باری میں ہو بار یاب

کر رہا ہے خود خدا سب اہتمام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

حق تعالیٰ کی رضاؤں کے طفیل ۔۔۔ فضل و رحمت کی فضاؤں کی طفیل

اپنے آقا کی دعاؤں کے طفیل ۔۔۔ مومنوں کی التجاؤں کی طفیل

ایک دن آزاد ہوں گے سب غلام

اے اسیرانِ رہِ مولا سلام

(محمد ابراہیم شاد)

شاہراہ غلبہ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

شِو سینا لیڈر بالا صاحب ٹھاکرے کو قرآن مجید کا تحفہ

۵ر مارچ کو محترم سی. سبرامنیم صاحب گورنر آف مہاراشٹرا نے مراٹھی اور گجراتی قرآن کریم کے تراجم کا اجراء فرمایا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک مختلف سیاسی لیڈروں اور مذہبی راہنماؤں کو جماعت احمدیہ بمبئی کی جانب سے قرآن کریم کے تحفے پیش کئے گئے۔

مورخہ ۱۶ر اپریل کو چار رکنی وفد شام سات بجے بالا صاحب ٹھاکرے کے دفتر میں حاضر ہوئے۔ موصوف ایک میٹنگ میں شامل تھے۔ پرتپاک انداز میں انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ اور روایتی سلام کے بعد وفد کے اراکین سے مصافحہ کیا۔ خاکسار نے مراٹھی اور گجراتی قرآن کریم کی ایک ایک جلد انہیں تحفہ میں پیش کی جسے انہوں نے بڑے اخلاص سے قبول کیا۔ اور فرمایا میں آپ سے تفصیلی گفتگو بھی کرنا چاہوں گا آپ اگر کل مجھے ملیں تو ٹھیک رہے گا۔ جو وقت انہوں نے بیان کیا جمعہ کا وقت ہونے کی وجہ سے ہم نے معذرت کی، اس پر انہوں نے خود ہی فرمایا کہ بیس تاریخ کے بعد بات کریں گے اس عرصہ میں میں قرآن پڑھ لوں گا۔ واپسی پر موصوف نے پھر تمام اراکین وفد سے مصافحہ کیا اور باقی میٹنگ میں شامل افراد نے بھی اپنا روایتی سلام کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن تعلیم پر تمام بنی آدم کو چلنے اور اُسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

(برہان احمد ظفر مبلغ بمبئی)

آل ریلیجنس کانفرنس حیدرآباد میں تقاریر

الحمد للہ کہ خیرت آباد میں آل ریلیجنس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ایک وفد کی شرکت کی۔ خاکسار اور محترم حافظ صالح محمد الدین صاحب صوبائی امیر کو تقاریر کا موقعہ دیا گیا خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی اس موقعہ پر تقریباً چار صد افراد اس کانفرنس میں موجود تھے اس موقعہ پر صدر جلسہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب دی مرڈر ان دی نیم آف اللہ تحفہ میں دی گئی۔ جو امریکہ سے حیدرآباد تشریف لائے تھے

• ماہ مارچ میں خاکسار اور مکرم محمد قدرت اللہ صاحب انجینئر مکرم مرزا اسد اللہ بیگ صاحب انجینئر نے مرکزی منسٹر مکرم کمال الدین احمد صاحب سے حیدرآباد میں تفصیلی ملاقات کی جماعت کے مؤقف کو پیش کیا اور لٹریچر دیا جسے موصوف نے خوشی سے قبول کیا۔

• ماہ مارچ میں تلگو زبان میں ایک اشتہار شائع کر کے مکرم شریف احمد صاحب نے شہر کے مختلف مقامات پر چسپاں کیا نیز عیسائیوں کی کانفرنس میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا۔ اس مساعی کی قبولیت کے لئے دُعا کی درخواست ہے

(حمید الدین شمس مبلغ حیدرآباد)

سورو میں تبلیغی سیمنار

اس سال بھی ۲۹ر فروری کو رادھا ناتھ پنڈال میں ایک سیمنار منعقد کیا گیا۔ اس سلسلہ میں سورو کے خدام نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اور قرب و جوار کے ۲۳ سکولوں کو چٹھیاں لکھیں۔ انفرادی ملاقات کے ذریعہ اس پروگرام کو ذہن نشین کروایا گیا۔ نیز احمدیت کے بارہ میں بہت سے لوگوں کو لٹریچر دیا احمدیت کی تعلیمات سے روشناس کروایا گیا۔

۲۳ سکول کے بچے بچیاں اساتذہ اور خدام ۲۹ فروری کو سورو حاضر ہوئے مڈل سکول، ہائی سکول اور چھیویں کلاسوں کے بچوں کو مدعو کیا گیا تھا جس میں "LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE" کے عنوان کے تحت تین گروپ کی تقاریر ہوئیں۔ مندرجہ بالا عنوان پر ۴۰ بچے اور بچیوں نے تقاریر کیں تمام بچے اور بچیاں بڑی اچھی تیاری کر کے آئے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے ہر کوئی کوشاں تھا۔ صبح ۱۰ بجے سے ملتے دو بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد باہر سے آنے والے مہمانوں کو ناشتہ کروایا گیا۔ ازاں بعد مکرم مولوی غلام مہدی ناصر صدر جماعت احمدیہ سورو کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ اس جلسہ کے لئے خاص طور سے خاکسار شیخ عبد الحلیم مبلغ اور شمس الحق خان معلم کو بلایا گیا تھا۔ تلاوت مکرم شمس الحق خان صاحب معلم نے کی۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اور شیخ فیاض الدین صاحب نے نظم پڑھی ازاں بعد مکرم شمس الحق خان صاحب معلم وقف جدید خاکسار شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ مکرم شیام سندرم موہان مکرم نرہری نائک (سورو کالج) مہمان خصوصی مکرم اشوک کمار مہانتی نے تقاریر کیں۔ لوگوں نے اس پروگرام کو سراہا۔ اور کہا کہ اس وقت جبکہ ملک میں نفرت پھیل رہی ہے جماعت احمدیہ کی یہ کوشش یقیناً لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرے گی۔ بعدہ خصوصی مہمان نے بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔

اوّل، دوم، سوم آنے والے بچوں کو سرٹیفکیٹ۔ کپ اور کتابیں دی گئیں۔ اور جلسہ میں شرکت کرنے والے تمام بچوں کو سرٹیفکیٹ و قیمتی کتابیں دی گئیں۔ صدر اجلاس نے شکریہ ادا کیا اور بعد دعا یہ جلسہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ عبد الحلیم مبلغ کٹک اڑیسہ)

اودے پور کٹیا میں تربیتی اجلاس

اودے پور کٹیا ضلع شاہجہانپور میں ۱۸ جنوری کو بعد جمعہ تقریباً ۲ بجے جلسہ زیر صدارت مکرم اچھن خان صاحب منعقد ہوا جس میں تلاوت بشیر احمد خان نے کی اور نظم اسلم خان نے پڑھی بعدہ تقریر محمد شفیق صاحب آف امریکہ ہیڈ کوارٹر حیدرآباد سندھ پاکستان نے کی مکرم خالد خان صاحب کی نظم کے بعد آخر میں مولوی محی الدین صاحب نے تقریر کی بعد دُعا کے جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

(خالد احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ)

منارگھاٹ میں تبلیغی جلسہ

مورخہ ۷ر اپریل بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ منارگھاٹ میں مکرم اے کنجی احمد صاحب صدر جماعت کے زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا عزیز اے مظفر احمد کی تلاوت قرآن کے بعد صدر مجلس نے تربیت کی اہمیت بیان کی۔ خاکسار سی ایچ عبد الرحمن نے اصلاح و اخوت کی اہمیت، مکرم سی ویران کویا صاحب صدر جماعت احمدیہ ارنا پالم نے روحانی و اخلاقی ترقی کے راہیں اور ایمان و یقین پر تقریر کی

صدر مجلس کی اختتامی تقریر اور اجتماعی دعا سے جلسہ برخاست ہوا۔ اکثر احباب و مستورات اور بچے شریک ہوئے۔

• مورخہ ۲۴ر اپریل کو بعد نماز مغرب مکرم ایس ناصر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم کے نذیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا عہد نامہ دہرانے کے بعد صدر مجلس کے علاوہ مکرم ایم کے عبد الکریم صاحب اور خاکسار نے تقریر کی

(سی ایچ عبد الرحمن معلم وقف جدید)

بقیہ احمدیت اور انسانیت

کا سلسلہ قائم ہے لیکن میرے خیال میں جہاں تک پختہ عقیدہ، خدا پرستی اور انسان دوستی کا جذبہ میں نے جماعت احمدیہ کے ہر شہر میں دیکھا ہے دوسرے کسی قسم کے معاشرے میں مجھے دیکھنے کو نہیں ملا ہے۔ اس لئے میں بلا جھجک یہ تحریر کر سکتا ہوں کہ اس معاملہ میں دوسرے مسلم معاشرے میں احمدیوں کا کوئی ثانی نہیں ہے میرے بھگوان سے یہی پرارتھنا کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ پھلے پھولے اور روز افزوں بڑھے اور پھیلے اور اسی طرح انسانیت کی خدمت کرتی رہے جو آج وقت اور حالات کا بہت ضروری تقاضہ ہے۔

یادِ رفتگان

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم آف چنتہ کنٹہ

میرے محسن و مشفق ماموں محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب احمدی آف چنتہ کنٹہ حیدرآباد دکن کی وفات ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ۲۸ دسمبر ۹۱ء کو صد سالہ تاریخی جلسہ سالانہ کے آخری روز بعد نماز جمعہ و عصر نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ ہمیشہ اپنے لئے صرف اور صرف احمدیت کو ہی وجہِ شہرت بنانا چاہتے تھے۔ کسی دنیوی امتیاز کو خواہ وہ دوسروں کی نظر میں کتنا ہی قابلِ عزت و شہرت کیوں نہ ہو کبھی بھی اپنی زندگی میں آپ نے اہمیت نہیں دی۔ اور ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ 'احمدی' کا لفظ ضرور لکھا۔ احمدیت کی خدمت کو دین اور دنیا میں سب سے بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔ اور متعدد جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۵۹ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر آپ بمع خاندان ربوہ تشریف لائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے از راہِ شفقت قصرِ خلافت میں انہیں تمام افرادِ خاندان سمیت اپنی قربت بخشتے ہوئے بطورِ مہمان ٹھہرایا۔ اس واقعہ کو خاندان کے لئے نہ صرف سعادت سمجھتے بلکہ انعامِ الٰہی قرار دیتے تھے۔ آپ کی وفات حیدرآباد کی جماعت اور آپ کے خاندان کے لئے جہاں عظیم نقصان ہے وہاں میرے لئے ذاتی طور پر بہت بڑا صدمہ ہے۔

سیٹھ صاحب مرحوم نہایت بااخلاق، دیندار، مخلص اور جماعت کیلئے نڈر اور فدائی انسان تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں چنتہ کنٹہ میں حاصل کرنے کے بعد قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت تک دینی تعلیم حاصل کی۔ اپنے گاؤں واپس جاکر چھوٹے پیمانہ پر بیڑیوں کا ذاتی کاروبار شروع کیا جو خدا کے فضل اور ذاتی محنت و دلچسپی سے خوب ترقی کر گیا۔ قادیان کے پاک ماحول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خاص توجہ اور نگرانی میں رہنے، جید علماء سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی اور قریبی صحابہ کے عملی نمونہ کو دیکھتے ہوئے قادیان میں چند قیمتی سال گزارنے کا یہ اثر ہوا کہ ہمیشہ آپ "دین کو دنیا پر مقدم" رکھتے رہے۔ آپ کی خواہش رہتی تھی کہ اپنے گاؤں میں بھی قادیان جیسا پاک ماحول پیدا ہو۔ اس کے لئے سب سے پہلے اپنے گاؤں میں اپنے خاندان اور جماعت کے بچوں کے لئے 'مدرسہ احمدیہ' قائم کیا جس میں دنیاوی مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو خصوصیت سے نصاب میں شامل کیا۔ بچوں کی دینی تعلیم کی آپ کو بہت فکر رہتی تھی۔ بچوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اکثر اجلاس منعقد کرتے۔ اور اکثر دینی مقابلہ جات کروایا کرتے تھے۔ جن طلبہ میں دین و مذہب کی طرف رجحان پایا جاتا، قادیان حصولِ تعلیم کے لئے بھجوایا کرتے تھے۔ اور ان کے ہر قسم کے اخراجات کا مرحوم سیٹھ صاحب خود ذمہ لیتے تھے۔

سیٹھ صاحب مرحوم مرکزِ سلسلہ کے حکم کی تعمیل کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتے تھے۔ اپنے گاؤں میں جماعت کی تعلیم و تربیت کے پیشِ نظر ذیلی تنظیموں کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ اور رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ باجماعت نمازوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ بچوں میں خصوصاً نمازوں کا شوق پیدا کرنے کے لئے گروپ بناتے۔ ان کے مانیٹر پانچوں نمازوں کی حاضری نوٹ کرتے۔ مہینہ کے بعد سو فیصد حاضر ہونے والے لڑکوں کو انعامات دیتے۔ افرادِ جماعت کو عملی لحاظ سے متحرک رکھنے کے لئے ماہِ رمضان میں افطاری کا خصوصی اہتمام کرتے۔ اپنے گاؤں میں ایک عالیشان پتھر کی پختہ اور خوبصورت مسجد تعمیر کرانے کی آپ کو توفیق ملی۔

سیٹھ صاحب مرحوم کو دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ اس کے لئے اپنے گاؤں اور صوبہ کے بڑے بڑے شہروں میں ہر سال جلسے منعقد کروا تے، مرکزِ سلسلہ سے جید علماء کو بلواتے۔ تمام صوبہ سے آمدہ مہمانوں کے لئے قیام و طعام کا انتظام بڑے وسیع پیمانہ پر کرتے۔ آپ مرکزی نمائندوں اور سلسلہ کے ہر قسم کے کارکنان کا بیحد احترام کیا کرتے تھے۔ اپنے گاؤں اور حیدرآباد مشن ہاؤس کی لائبریریوں کے لئے آپ مرکزِ سلسلہ سے شائع ہونے والا ہر نیا لٹریچر باقاعدگی سے منگواتے اور نوجوانوں کو ان سے استفادہ کرنے کی بھی اکثر تلقین کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں بہت سے علماء اور مصنفین کی اشاعتِ کتب میں ہر ممکن مالی امداد کرتے۔

آپ ایک اعلیٰ درجہ کے منتظم تھے۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم کی وفات کے بعد سالہا سال سے تادمِ اخیر حیدرآباد و پورے صوبہ کے بطور امیر جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ فرائض سر انجام دیتے رہے۔ احمدیہ جوبلی ہال (مشن ہاؤس) کی تعمیر پر کافی مدت گزرنے کی وجہ سے عمارت کی مرمت اور بعض حصے کی نئے سرے سے تعمیر کی ضرورت تھی۔ سیٹھ صاحب مرحوم نے ذاتی دلچسپی لے کر تعمیر کے لئے خطیر رقم اکٹھی کی۔ جو سیٹھ صاحب کا یادگار کارنامہ ہے۔ آپ کی ہر وقت خواہش ہوتی تھی کہ جماعت کا ہر شخص موصی ہو۔ اس کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ ناداروں، بیوگان اور یتامیٰ کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ بے شمار غریب لڑکے لڑکیوں کی شادیاں اپنے خرچ پر کرتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان میں باقاعدہ شرکت کرتے اور بعض مستحقین کو اپنے خرچ پر بھی لے جاتے۔ الغرض سیٹھ صاحب دینی و دنیوی لحاظ سے ایک قابلِ تعریف و قابلِ تقلید انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی نوازا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کی اولاد اور ہم سب لواحقین کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(شیخ نذیر احمد بشیر حیدرآبادی ایم۔اے "شاہد" لاہور)

محترم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ مرحوم

جماعت احمدیہ لندن (انگلستان) کے ایک پرانے خادمِ سلسلہ جناب کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو قادیان دارالامان میں مختصر سی علالت کے بعد اچانک اِس دارِ فانی سے رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ درحقیقت ان کا قادیان اور امام جماعتِ احمدیہ سے حقیقی پیار تھا کہ ان کی وفات مسیح کی پیاری بستی میں ہوئی اور مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے خلیفہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی (جس سے آپ کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی)۔ مرحوم کیپٹن صاحب گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے۔ پاکستان آرمی سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو ۱۹۵۴ء میں حضرت مصلح موعود رضؓ کا افسرِ حفاظت بننے کا فخر حاصل ہوا۔ آپ نے ۲۰ سال کے قریب برٹش آرمی و پاکستان آرمی میں سروس کی۔ اور بیس سال کے قریب برٹش ایئر ویز لندن میں ملازمت کی۔ اس کے بعد آپ اپنی بیٹی کے پاس کینیڈا نقلِ مکانی کر کے آ گئے اور یہاں جماعتِ احمدیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین خلفائے جماعتِ احمدیہ کی خدمت کا موقعہ دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جب لندن تشریف لے آئے تو پھر گویا آپ نے دامے درمے سخنے خلیفۂ وقت اور جماعت کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ چنانچہ اسی خدمت کا نتیجہ تھا کہ ایک بار حضور ایدہ اللہ نے آپ کا نام لے کر جلسہ سالانہ برطانیہ میں آپ کی خدمات کا ذکر کیا۔ یوں تو تمام قرآنِ مجید دعاؤں سے بھرا ہوا ہے مگر میں نے آپ کو کئی بار رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کا وِرد کرتے ہوئے سُنا۔ مہینہ میں کئی بار نفلی روزے رکھتے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو زبردست حافظہ سے نوازا تھا۔ ستتر سال سے اوپر کی عمر میں آپ نے قرآنِ پاک حفظ کرنا شروع کیا۔ اور کئی ایک سیپارے حفظ کئے۔ علم کے آپ شیدائی تھے۔ مختلف کتابوں رسالوں۔ میگزینوں کا مطالعہ فرماتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کئی بار فرما چکے تھے۔ مضامین لکھنے پر بھی مہارت حاصل تھی۔ جب گیانی عباد اللہ صاحب ریٹائر ہوئے تو اس کا آپ کو بہت احساس ہوا کہ جماعت میں ایک گیانی تھا وہ بھی نہ رہا۔ چنانچہ آپ نے حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے اور دعاؤں کے ساتھ لندن یونیورسٹی میں پنجابی سیکھنے کے لئے داخلہ لے لیا۔ اور گورمکھی کے امتحان میں فسٹ نمبر پر آئے۔ پھر پنجابی فاضل کرنے کے لئے آپ انڈیا تشریف لے گئے۔ اور وہاں تین ماہ قیام کر کے صرف دو سال قبل امتحان پاس کیا جو بی۔اے پنجابی آنرز کے برابر ہوتا ہے۔

آپ پچھلے کئی سالوں سے کینیڈا۔ امریکہ۔ جرمنی اور قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرماتے رہے شاید ہی دنیا کا کوئی برِاعظم ہو جہاں پر آپ نہ گئے۔ ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ کینیڈا میں آپ نے شمولیت فرمائی اور تمام دوستوں اور عزیزوں سے ملے۔ خدا نے آخری وقت تک آپ کو اچھی صحت سے نوازا تھا۔ کھانے کے معاملے میں آپ بہت پرہیز کرتے تھے۔ چند سال قبل لندن میں پیدل چلنے کا مقابلہ جماعتِ احمدیہ نے کروایا تو آپ نے اٹھارہ میل پیدل چل کر حضور انور سے اوّل انعام حاصل کیا۔ دفترِ پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں پچھلے کئی سالوں سے خدمات انجام دے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے تمام لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ٭

(محمد زکریا ورک۔ کنگسٹن۔ کینیڈا)

ذِکرِ خیر

مکرم محمد زاہد صاحب سولیجہ امیر جماعت احمدیہ کانپور و صوبہ یو۔پی اپنے ایک خط میں مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل کی وفات پر اظہارِ افسوس اور مرحوم کی دینی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ساری جماعت کو بے حد افسوس ہوا۔ اُن کی دینی خدمات کو ہم بنظرِ تحسین دیکھتے ہیں۔ موصوف کانپور میں بھی بطور مبلغ رہ چکے ہیں۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ غائب بعد جمعہ ادا کی گئی۔ کانپور جماعت کی جانب سے ان کے رشتہ داروں کو تعزیت کا پیغام دیں۔ اور اظہارِ ہمدردی کریں۔

(اِدارہ)

بدر کی مالی اعانت و توسیع میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (منیجر)

احبابِ جماعت کی فوری توجّہ کیلئے

جملہ مخلصینِ جماعت و عہدیدارانِ مال و مبلّغین کرام کی فوری توجّہ کے لئے اعلان ہے کہ صدر انجمن احمدیّہ کا مالی سال ۳۰؍جون ۱۹۹۲ء کو ختم ہو رہا ہے۔ مخلصینِ جماعت کے وعدہ جات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے صدر انجمن احمدیہ اپنا بجٹ تیار کرتی ہے۔ اگر بجٹ پُورا نہیں ہوگا تو یقیناً اخراجات متاثر ہوں گے۔ کوئی بھی مخلص احمدی یہ گوارا نہیں کرے گا کہ کسی لحاظ سے بھی سلسلہ کے اخراجات متاثر ہوں۔ جماعت احمدیّہ کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ جماعت کا قدم مشکلات کے وقت میں بھی آگے ہی کی طرف گیا ہے۔ پس میں اُمید کرتا ہوں کہ ہر فردِ جماعت اپنا اپنا محاسبہ کرتے ہوئے باقی ماندہ ایک ماہ میں تمام مالی کمی کو دُور کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قربانیاں کرنے والوں کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔ اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔"

ناظر بیت المال۔ آمد قادیان

دورہ مجالسِ انصار اللہ اڑیسہ

مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلّم وقفِ جدید کرڈاپلی مجالس انصاراللہ بھارت کی طرف سے تمام اُڑیسہ کی جماعتوں میں دورہ کر کے ۱۹۹۲ء کا انصاراللہ کا بجٹ تیار کرنے کے علاوہ چندہ انصاراللہ کی وصولی بھی کریں گے۔ نیز فہرست تجنید اراکین مجالس بھی تیار کریں گے۔

جملہ عہدیداروں و مجالس انصاراللہ سے تعاون کی درخواست ہے۔

صدر مجلس انصاراللہ بھارت۔ قادیان

سالانہ اجتماع مجلس خدّام الاحمدیّہ و اطفال الاحمدیّہ بھارت

۱۶-۱۷-۱۸؍اکتوبر ۱۹۹۲ء

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مجلس خُدّام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماع کے لئے اکتوبر ۱۹۹۲ء کی ۱۶-۱۷-۱۸؍ تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ چنانچہ ان تاریخوں میں انشاء اللہ قادیان دارالامان میں یہ اجتماع منعقد ہوگا۔ قائدینِ کرام سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اِس بابرکت اجتماع میں شرکت کرنے کی تحریک کریں۔ اور قائدین خود بھی تشریف لائیں۔ اجتماع کا تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے۔

صدر مجلس خُدّام الاحمدیّہ بھارت

متقی بچائے جاتے ہیں

"لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار رہتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہُوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزار ہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ اُن سے محفوظ ہے۔ اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے۔ جو درندہ جانوروں سے بھرا ہُوا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

PHONE: 04524 - 549.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4378/4 B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES: 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشادِ نبوی
اَسْلِمْ تَسْلَمْ
(اسلام لا تو تُو ہر خرابی۔ بُرائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF:- 6378622
RESI:- 6235389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"
— (کشتی نوح) —
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ۔ ہوائی چپّل، تیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے!

YUBA
QUALITY FOOT WEAR.

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
— (پیشکش) —
بانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:۔
43-4028-5137-5206